سکتے ہیں کہ ـ

بآں گروہ کہ از ساغر وفا مستند
سلام ما برسانید ہر کجا ہستند

سمیع الحق
۲۱ / مارچ

دعوت نامہ

مکرمی !

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

ہم آپ کی توجہ اس امر کی جانب مبذول کرانا چاہتے ہیں کہ ادب اور بالخصوص ادب عربی کے ذخیرہ کا نئے سرے سے جائزہ لینے، پھر سے اس کا مطالعہ کرنے اور نئے انداز سے پیش کرنے کی ضرورت ہے، کیونکہ ہر قوم کے ادب کی طرح ادب عربی بھی ابتلا و آزمائش کے دور سے گذرتا رہا ہے۔ ابتلاو آزمائش کا یہ مرحلہ تقریباً فطری ہے اور اس سے ہر زبان و ادب کو گذرنا پڑا ہے۔ البتہ اسکی مدت میں کمی بیشی ہوتی رہی ہے، کسی قوم کے ادب میں آزمائش کا دور طویل ہوا ہے، تو کسی کا مختصر، دراصل اس کا تعلق معاشرتی حالات، سیاسی عوامل و محرکات اور اصلاح و تجدید کی تحریکوں سے ہے۔ جہاں یہ چیزیں پورے طور پر میسر آگئیں وہاں آزمائش کا دور مختصر ہوگیا، اور جہاں یہ چیزیں میسر نہ آئیں یا کم آئیں اس ادب اور قوم کی آزمائش اور زبوں حالی کا دور طویل ہوگیا۔

کسی بھی ادب کی آزمائش اور ابتلاء یہ ہے کہ اس پر ایسے لوگ حاوی ہوجائیں جو ادب کو بطور فن اور پیشہ کے اپناتے ہیں اور اس کو صرف اپنے ساتھ مخصوص و محدود بنا لیتے ہیں، اس کو بنانے سنوارنے اور عبارت آرائی کرنے میں ایک دوسرے سے بازی لے جانا چاہتے ہیں کہ اس طرح کمال و مہارت کا سکہ جما کر اپنی مقصد برآری کریں۔ یہ صورت حال مسلسل ترقی پذیر ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ ادب صرف انہی افراد کی میراث بن کر رہ جاتا ہے اور ایک ایسا وقت آتا ہے کہ ادب کا تصور ان ہی کے نگارشات قلم تک محدود ہو کر رہ جاتا ہے جو محض صنعت و فنکاری اور تقلیدی ادب کا مجموعہ ہوتا ہے، اس کے اندر زور ہوتا ہے۔ نہ روح، جدت و ندرت ہوتی ہے۔ اور نہ دلچسپی کا کوئی سامان۔

یہ مصنوعی اور تقلیدی ادب اس فطری، رواں اور سلیس ادب اور اسکی بلیغ تعبیرات پر جن پر انسان جھوم اٹھے، اور اس کے ذہن و فکر کے اندر وسعت پیدا ہو جو اندھی تقلید سے

روکے اور انسان کے اندر خود اعتمادی پیدا کرے۔ وہ ادب جس سے اس قوم کا کتب خانہ بھرا پڑا ہے۔ اس ادب پر یہ تقلیدی اور مصنوعی ادب چھا جاتا ہے۔ حالانکہ اس رواں اور سلیس ادب میں اس کے سوا اور کوئی عیب یا نقص نہیں ہوتا ہے کہ وہ ان افراد کے قلم سے نکلا ہوتا ہے جنہوں نے ادیبوں کی وردی نہیں پہنی اور انہوں نے ادب والنشاء کو پیشہ یا ذریعہ معاش نہیں بنایا اور ان کے دلکش و دلنواز ادبی خوش بیانیوں کو کسی ادبی عنوان سے موسوم نہیں کیا گیا ہوتا ہے اور نہ اس کا ادب کے سیاق میں ذکر کیا گیا ہوتا ہے بلکہ کسی دینی بحث علمی و فکری کتاب اور فلسفیانہ یا معاشرتی موضوع کے تحت ذکر آیا ہوتا ہے، یہ سب ادبی شہ پارے دینی و اخلاقی اور علمی کتابوں کے انبار میں دبے ہوئے ہیں تقلیدی ادب نے خود پسندی کی بنا پر اسے اپنی صف میں جگہ نہیں دی اور مؤرخین ادب نے اپنی فکر و نظر کی کوتاہی کے سبب ادھر توجہ نہیں کی اور نہ اسے وہ مقام دیا جس کے وہ شہ پارے بجا طور پر مستحق تھے۔

یہ فطری، دلآویز اور طاقتور ادب، عربی کے معمور کتب خانہ میں بہت ہے اور اسکی تاریخ مصنوعی و تقلیدی ادب سے زیادہ قدیم ہے، کیونکہ مکاتیب و رسائل اور قصہ کہانیوں کے اندر تقلیدی ادب کے مدون ہونے سے بہت پہلے حدیث و سیرت کی کتابوں میں یہ فطری اور طاقتور ادب مدون ہو چکا تھا۔ لیکن ادب کے مورخین اور تحقیق اور ریسرچ کا کام کرنیوالوں نے جتنی توجہ تقلیدی ادب پر صرف کی اتنی اس قدیم اور فطری ادب پر نہیں کی حالانکہ اس قدیم اور فطری ادب سے عربی زبان کی صلاحیت و برتری اور اس کی گیرائی و گہرائی ظاہر ہوتی ہے اور اہل زبان کا کمال فن، ملکہ اور زبان پر ان کی قدرت کا اندازہ ہوتا ہے اور درحقیقت وہی ادب کا پہلا اور اصل مدرسہ ہے۔

ان کی دینی اور علمی تحریروں کی برتری، سحر انگیزی، قوت اور دلآویزی کا راز صرف اس حقیقت میں مضمر نہیں ہے کہ یہ سجع اور محاسن بدیع کی قیود سے پاک ہیں سلیس اور رواں ہیں، بلکہ اس کا بڑا سبب یہ ہے کہ ان تحریروں کا باعث و محرک عقیدہ اور جذبۂ دل ہے۔ یہ تحریریں ایک مسئلہ پر مکمل اطمینانِ قلب ہو جانے کے بعد پورے جوش اور لگن کے ساتھ لکھی گئی ہیں، ان کے برعکس جو تحریریں صرف مظاہرہ ادب کے لئے لکھی گئی ہیں، وہ کسی بادشاہ و وزیر یا دوست کی فرمائش پر لکھی گئی ہیں، یا اپنے ادبی ذوق کی تسکین یا معاشرہ کو کسی خواہش کی تکمیل یا حصول شہرت اور اپنی برتری و تفوق کا سکہ جمانے کی غرض سے لکھی گئی ہیں ظاہر ہے کہ یہ سارے محرکات سطحی ہیں، انکے

اندر یہ صلاحیت کہاں کہ کسی تحریر کے اندر قوت اور روح پیدا کرسکیں یا اس کو زندۂ جاوید بنا سکیں اس مصنوعی ادب اور دل وعقیدہ کی زبان سے نکلنے والی تحریروں کے درمیان وہی فرق ہے جو انسان اور اسکی تصویر کے درمیان ہوتا ہے۔ یا کرائے پر رونے والی اور اس چوٹ کھائی ہوئی ماں کے درمیان ہوتا ہے جس کا اپنا بچہ موت کا شکار ہوگیا ہو، یہ پیشہ ور ادیب اپنی تحریروں میں ان بہروپیوں کے مشابہ نظر آتے ہیں جو کبھی بادشاہوں کا رول ادا کرتے ہیں جو شاہانہ جاہ و جلال کا نقشہ پیش کرتے ہیں اور کبھی فقیروں کا کردار ادا کرتے ہیں تو فقیروں کا لباس پہن لیتے ہیں۔ کبھی کسی قسمت کے دھنی کا پارٹ ادا کرتے ہیں اور کبھی اپنی قسمت کے مارے کا۔ لیکن نہ تو سعادت وخوش بختی کا سایہ ان کو نصیب ہوتا ہے اور نہ فقر وفاقہ اور بدبختی کی آنچ اُن تک پہنچتی ہے۔ وہ کبھی کسی غمزدہ کے غم کی کسک محسوس کئے بغیر اس کے غم میں شریک ہوتے ہیں اور کبھی کسی خوش نصیب کی مسرتوں کے احساس مسرت میں شرکت کے بغیر اس کو مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

میں ادب کی قدیم کتابوں کی جو رسائل وقصہ کہانیوں نیز دیگر اصناف پر مشتمل ہیں تحقیر نہیں کر رہا ہوں اور نہ ہی زبان وادب اور ان کی فنی قدر وقیمت کو گھٹا رہا ہوں۔ میرا خیال یہ ہے، کہ ادب اور زبان کے مختلف مراحل میں یہ ایک فطری مرحلہ ہے۔ لیکن ساتھ ہی ساتھ میرا خیال یہ ہے کہ ادب صرف یہی نہیں ہے اور نہ یہ ہمارے ادب عالی کی صحیح نمائندگی کرتا ہے جو دنیا کا بہت وسیع اور بڑا دلآویز ادب ہے۔ بلکہ اُن کتابوں نے تحریر ونگارش کی فطری صلاحیتوں اور ذہنی قوتوں کو بڑا نقصان پہنچایا ہے۔ اُن کی وجہ سے عربی زبان کی صلاحیت پر حرف آیا ہے۔ اُس نے فکر وذہن کے اندر وسعت پیدا ہونے اور حقیقت وخیال کی دنیا میں پرواز کرنے سے باز رکھا۔ اس عظیم قوم کی جو بے مثل زبان وادب عالی کی حامل ہے، اُس کی ترقی کی راہ میں رکاوٹ بن گئی۔ لہٰذا ہمارے لئے بہتر یہ ہے کہ ہم ادب اور ادبا کی صف میں آسے وہی مقام دیں جس کا وہ مستحق ہے۔ اور اس پر وہ توجہ صرف کریں جو اس کا حق ہے۔ اور از سرِ نو عربی ذخیرہ کتب کو کھنگھالیں اور اپنے نونہالوں اور نئی نسل کے سامنے قدیم کتابوں سے ادب کے نئے نمونے پیش کریں تاکہ وہ اس زبان کی چاشنی اور حلاوت سے لطف اٹھائے، اسکی نشوونما اس طرح ہو کہ وہ صحیح اور بلیغ اسلوب میں مافی الضمیر کی ادائیگی پر قادر ہو، ساتھ ہی ساتھ اس وسیع کتب خانہ سے آگاہ ہو اور اس سے استفادہ کرسکے۔

روزِ اوّل سے ہی ندوۃ العلماء کے پیشِ نظر یہ کام رہا ہے اور اس نے اس کا خاص اہتمام

کیا، اس کے ثبوت میں ندوۃ العلماء کے کارکنوں اور فضلاء کی تحریری کاوشیں پیش کی جا سکتی ہیں۔ جو ادب، تنقید، تاریخ ادب اور نصوص کے شروح وبیان کے سلسلے میں ہیں۔ اس طرح اس کے ذریعہ ایک خاص مکتب فکر وجود میں آیا ہے، اس مکتب فکر کے اثرات ونتائج گذشتہ اسّی برسوں میں خاص طور پر اردو زبان میں ظاہر ہوئے ہیں، جو برّصغیر کے مسلمانوں کی زبان ہے۔ علاوہ ازیں ندوہ کے ادباء جو عربی سے اشتغال رکھتے ہیں اور اس میں تصنیف وتالیف کا کام کرتے ہیں۔ ان کی کتابوں اور تحریروں میں بھی اس کی چھاپ نمایاں طور سے نظر آئے گی۔

ہم اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا اور اس کا شکر ادا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں ادبی تصورات کا جائزہ لینے اور اس پر غور وفکر کرنے کے لئے ایک علمی مذاکرہ منعقد کرنے کی توفیق دے رہا ہے۔ جس میں ہم ادب عربی کے ان تمام پہلوؤں کا جائزہ لیں گے جو ادب کے اسلامی مفہوم سے ہم آہنگ ہیں۔ نیز دوسری اسلامی ونیم اسلامی زبانوں وادبوں پر عربی ادب واسلوب کا جو اثر پڑا یا تعلق قائم ہوا وہ بھی مذاکرہ کا موضوع ہوگا۔

ہم آپ سے توقع کرتے ہیں کہ آپ اس مقصد کے حصول میں ہمارے ساتھ تعاون کریں گے۔ اور مذاکرہ میں شرکت فرمائیں گے۔ آنے والے حضرات قیام وطعام کی حد تک دار العلوم کے مہمان ہوں گے۔ والسلام۔

ابو الحسن علی حسنی ندوی
ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ (یو۔پی)

مذاکرۂ علمی کے رہنما عناوین

۱۔ مذہبی کتابوں کا مطالعہ ادبی نقطۂ نگاہ سے۔

(الف) ادب اور قرآن مجید (ب) ادب اور حدیث نبویؐ

(ج) صحابہ کرامؓ کے کلام میں ادبی نمونے (د) دعوتی ادب (ہ) اصلاحی ادب

۲۔ قدیم مواعظ ودینی خطبوں میں ادب کا عنصر۔

(الف) تربیت اسلامی میں مواعظ کا حصہ (ب) حضرت حسن بصریؒ کے مواعظ

(ج) ابن الجوزی کی تقریریں۔ (د) ادبی شہ پارے حضرت علی ابن ابی طالبؓ سے حضرت شیخ عبد القادر جیلانیؒ تک۔

۳۔ اسلامی رجحانات اور نثر کے مختلف ادبی اقسام۔

(الف) تاریخ۔ سوانح۔ روزنامچے (ب) مقالات، رسائل و مکاتیب

(ج) صحافت اور ریڈیو (د) افسانہ اور ڈرامہ (ہ) طنز و مزاح

۴۔ شاعری میں اسلامی رجحانات۔

(الف) عہدِ نبوی میں اسلامی شاعری۔ (ب) بعد کی صدیوں میں اسلامی شاعری

(ج) مولانا رومؒ، شیخ سعدیؒ، ڈاکٹر محمد اقبالؒ، محمد عاکف، دیگر شعراء

۵۔ عربی نعت گوئی۔

(الف) عہدِ نبوی میں (ب) بعد کی صدیوں

(ج) مشہور نعت گو شعراء، حسان بن ثابتؓ، بوصیری وغیرہ۔

۶۔ ادب کی تعلیم اسلامی نقطۂ نظر سے۔

(الف) اسلامی نصاب تعلیم میں ادب کی اہمیت۔ (ب) ادبی نصوص کا انتخاب

اسلامی نقطۂ نظر سے۔ (ج) تاریخ و نقد کے اسلامی اصول۔

(د) تاریخ ادب عربی کی نئی تدوین کی ضرورت

۷۔ مختلف زبانوں پر اسلام کا اثر

(الف) عربی زبان پر اسلام کا اثر (ب) برصغیر کی زبانوں پر اسلام کا اثر

(ج) فارسی زبان پر اسلام کا اثر (د) یورپین زبانوں پر اسلام کا اثر

(ہ) مشرقی اور دیگر علاقائی زبانوں پر اسلام کا اثر

۸۔ اسلامی ادب کے مراکز۔

(الف) دنیائے عرب میں (ب) عالمِ اسلام میں

(ج) غیر مسلم ممالک میں۔

نوٹ :۔ مذاکرۂ علمی سے متعلق جملہ خط و کتابت مندرجہ ذیل پتہ پر کی جائے۔

سیکرٹری مذاکرۂ علمی
شعبۂ ادب عربی، دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنو
پی۔ او۔ بکس نمبر ۹۳